قصیدتان رائعتان: ایک مطالعہ

The Qaseedtan Raeatan: A critical Study

☆مظہر حسین بھدرو

پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ عربی وعلوم اسلامیہ، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور

☆☆محمد عابد ندیم

ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ عربی وعلوم اسلامیہ، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور

Abstract:

These panegyrics "Qaseedatan Raitaan" by Maulana Ahmed Raza Khan (1856-1921) are a tribute of devotion and love which were written by him in the remembrance of Allama Fazal Rasool Bedayuni (1798-1872). These panegyrics by "Fazil Barelvi" are educationally, literarily and artistically acclaimed masterpieces. Allama Usaid ul Haq Qadri Bedayuni not only gave these panegyrics a book shape in a scrupulous manner but also included a voluminous introduction at the beginning of this book which is full of treasures of "Uloom-o-Muarif". This book has been cherished not only in the Indo-Pak but also in the Arab world.

Key Words: Qaseedatan Raitaan, Fazil Barelvi, Panegyrics, Scrupulous

علامہ فضل رسول بدایونیؒ (ممدوح):

ولادت مولوی فضل رسول بدایونی بن مولوی شاہ عبدالمجید قدس سرہ ماہ صفر ۱۲۱۳ھ / ۹۹-۱۷۹۸ء میں پیدا ہوئے۔ ان کا تاریخی نام ظہور محمد ہے۔[1]

اساتذہ:

علامہ فضل رسول بدایونیؒ کے اساتذہ کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

۱۔ مولانا نورالحق فرنگی محلی۔ ۲۔ حکیم سید ببر علی موہانی۔ ۳۔ مولانا الشیخ محمد عابد مدنی۔ ۴۔ مولانا عبداللہ سراج مکی[2]

تلامذہ:

آپ کے تلامذہ کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

۱۔ مولانا فیض احمد بدایونی۔ ۲۔ مولوی امانت حسین صدیقی ۳۔ مولانا اولاد حسین موہانی

۴۔ مولوی محی الدین عثمانی (خلف الرشید) ۵۔ مولوی سخاوت علی جون پوری ۶۔ مفتی محمد امیر شاہ کشمیری

۷۔ مفتی اسد اللہ خان الہ آبادی ۸۔ مولانا شاہ احمد سعید دہلوی ۹۔ مولوی خرم علی بلہوری

۱۰۔ مفتی قاضی سید عبد الفتاح گلشن آبادی ۱۱۔ سید بنیاد شاہ سنبھلی۔[3]

تصانیف:

آپ کی تصانیف کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ حاشیہ بر حاشیہ میر زاہد رسالہ ۲۔ شرح خصوص الحکم ۳۔ تلخیص شرح مسلم امام نووی ۴۔ المعتقد المنتقد

۵۔ تثبیت القدمین فی تحقیق رفع یدین ۶۔ رسالہ سلوک ۷۔ رسالہ شغل مراقبہ حقیقت محمدیہ

۸۔ رسالہ وحدۃ الوجود ۹۔ رسالہ نغمہ موسیقی ۱۰۔ رسالہ نبض ۱۱۔ البوارق المحمدیۃ

۱۲۔ کتاب الصلوٰۃ ۱۳۔ احقاق الحق وابطال الباطل ۱۴۔ تصحیح المسائل ۱۵۔ سیف الجبار ۱۶۔ فوز المومنین

۱۷۔ اکمال فی بحث شد الرجال ۱۸۔ فصل الخطاب ۱۹۔ تلخیص الحق ۲۰۔ تبکیت النجدی ۲۱۔ حرز معظم

۲۲۔ اختلافی مسائل پر تاریخی فتویٰ۔[4]

وصال:

آپ نے ۷۷ برس کی عمر میں ۳ جمادی الثانی ۱۲۸۹ھ / ۱۸۷۲ء کو بروز پنج شبہ (جمعرات) بعد از نماز ظہر وصال فرمایا اور بدایوں میں دفن ہوئے۔[5]

مولانا احمد رضا خان (قصیدہ نگار):

ولادت:

مولانا احمد رضا خاںؒ اپنے آبائی مکان محلہ جسولی (بریلی، انڈیا) میں ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ، ۱۴ جون ۱۸۵۶ء کو پیدا ہوئے۔[6]

حصول علم:

آپ کی بسم اللہ خوانی کی عمر تو صحیح طور پر نہ معلوم ہو سکی مگر آپ کی مروجہ علوم سے فراغت کا سال جو کہ تیرہ برس کی عمر ہے۔ اس کو دیکھیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ نہایت کم عمری میں ہی خلاق ازل نے علم کی اس معراج کے لیے آپ کو چن لیا تھا۔ رہتی دنیا تک منزل علم و عرفان کے راہی آپ کو حسرت کی نگاہوں سے تکتے رہیں گے۔ ذکاوت و ذہانت کا وہ معیار کہ کوئی کتاب ایک چوتھائی سے زیادہ استاد سے نہ پڑھی اور بقیہ تین چوتھائی از خود استاد کو سنا دی۔ عربی کی ابتدائی کتابوں سے فراغت کے بعد تمام درسیات کی تکمیل اپنے والد گرامی مولانا نقی علی خاںؒ سے فرمائی۔[7]

اساتذہ:

آپ نے جن اساتذہ سے اکتساب علم کیا ان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

۱۔ مرزا غلام علی قادر بیگ ۲۔ شاہ ابوالحسن نوری ۳۔ مولانا عبدالعلیٰ رامپوری

۴۔ مولانا نقی علی خان (والد ماجد) ۵۔ شاہ آل رسول احمد ماہروی[8]

وصال:

مولانا احمد رضا خان نے ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ بمطابق ۱۹۲۱ء ۲ بج کر ۳۸ منٹ پر بوقت نماز ظہر وصال فرمایا اور بریلی شریف میں تدفین عمل میں لائی گئی۔(9)

علامہ اسید الحق قادری بدایونیؒ (ترتیب وتقدیم):

ولادت:

آپ ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۹۵ھ / ۶ مئی ۱۹۷۵ء کو مولوی محلہ بدایوں میں پیدا ہوئے۔(10)

تعلیم وتربیت:

آپ نے حفظ قرآن مدرسہ قادریہ بدایوں سے ۱۹۸۹ء میں مکمل کیا۔ مدرسہ قادریہ بدایوں سے ہی درس نظامی کی ابتدا کی اور ۱۹۹۰ تا ۱۹۹۳ء تک یہی زیر تعلیم رہے۔ بعد ازاں دار العلوم نور الحق فیض آباد تشریف لے گئے اور ۱۹۹۴ء تا ۱۹۹۷ء فیض آباد میں درس نظامی کی تکمیل فرمائی۔ الاجازۃ العالیہ شعبہ تفسیر وعلوم القرآن ۱۹۹۹ء تا ۲۰۰۳ء، جامعہ الازہر قاہرہ (مصر) اور تخصص فی الافتاء، دار الافتاء المصریہ قاہرہ (مصر) سے مکمل کیا۔ جبکہ ۲۰۰۸ء تا ۲۰۰۹ء جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی سے ایم اے علوم اسلامیہ کی تکمیل کی۔(11)

مناصب وخدمات:

مصر سے اعلیٰ تعلیم کی تکمیل کے بعد جب بدایوں آئے تو آپ کو جامعہ قادریہ بدایوں کا شیخ الحدیث مقرر کیا گیا۔ آپ ضلع بدایوں کے نائب قاضی بھی رہے۔ الازہر انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز بدایوں کے ڈائریکٹر کے طور پر بھی کام کیا۔ عربی پینل قومی کونسل برائے اردو حکومت ہند، نئی دہلی کے ممبر بھی رہے۔ الازہر ایجوکیشن سوسائٹی بدایوں کے صدر اور الازہر فاونڈیشن مہار شٹر کے سرپرست کے طور پر بھی خدمات سر انجام دیں۔ نیو ایج میڈیا اینڈ ریسرچ سنٹر دہلی کے ٹرسٹی بھی رہے۔(12)

شہادت وتدفین:

آپ ۲ جمادی الاول ۱۴۳۵ھ / ۴ مارچ ۲۰۱۴ بروز منگل کو بغداد (عراق) میں شر پسندوں کی اندھی گولی لگنے سے شہید ہو گئے۔ اور ۴ جمادی الاول ۱۴۳۵ھ / ۶ مارچ ۲۰۱۴ء بروز جمعرات کو احاطہ سید عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز میں صاحب سجادہ پیر عبد الرحمن گیلانی کی زیر نگرانی تدفین عمل میں لائی گئی۔(13)

قصید تان رائعتان کا خصوصی مطالعہ:

یہ کتاب قصید تان رائعتان مولانا احمد رضا خان قادریؒ کا خراج عقیدت و محبت ہے جو انہوں نے علامہ فضل رسول عثمانی بدایونیؒ کی منقبت میں لکھا۔ اس کی ترتیب وتقدیم علامہ اسید الحق قادری بدایونیؒ نے سرانجام دی جبکہ ترجمہ و تشریح کا کام علامہ عاصم اقبال مجیدی بدایونی نے کیا۔ یہ دراصل دو قصیدے ہیں قصیدہ مدائح فضل رسول اور قصیدہ حمایدِ فضل رسول۔ ان قصائد کو قصیدہ نونیہ اور قصیدہ دالیہ کے ناموں سے بھی جانا جاتا ہے۔ فاضل قصیدہ نگار نے ان قصائد میں اشعار کی مجموعی تعداد ۳۱۳ ہے۔ فاضل بریلویؒ نے ان قصائد میں علمی، ادبی، لسانی اور لغت کے اسرار رموز کو سامنے رکھا ہے تاکہ ایک قاری کو ان قصائد کا تمام نہجوں کا ادراک ہو سکے۔

سنہ تالیف وسبب تالیف:

علامہ فضل رسول بدایونیؒ کے وصال (۱۲۸۹ھ) کے بعد ان کے سالانہ عرس پر ہندوستان کے مشاہیر علماء ومشائخ تشریف فرماہوا کرتے تھے۔ اس حوالے سے علامہ اسید الحق قادری بدایونی یوں رقمطراز ہیں:

"ان اعراس میں حضرت فاضل بریلویؒ کی شرکت بھی ہوا کرتی تھی۔ عرس منعقدہ ۱۳۰۰ھ میں حضرت فاضل بریلویؒ شریک تھے۔ آپ نے عرس کی محفل میں دو عربی قصیدے حضرت سیف اللہ المسلولؒ کی منقبت میں پیش کیے۔ ان میں پہلا قصیدہ نونیہ اور دوسرا قصیدہ دالیہ۔ قصیدہ نونیہ کا نام مدائح فضل رسول اور دالیہ کا نام حمایدِ فضل رسول ہے۔ یہ دونوں تاریخی نام ہیں"۔ (14)

مخطوطہ کا تعارف:

یہ قصائد چونکہ قلمی تھے۔ اس حوالے سے علامہ اسید الحق قادری بدایونی لکھتے ہیں:

"یہ قصائد حضرت فاضل بریلوی اپنے ہاتھ سے نہایت عمدہ خوش خط نقل کرکے لائے تھے۔ عرس کی محفل میں پڑھنے کے بعد آپ نے یہ قصائد حضرت تاج الفحول کی خدمت میں پیش کر دیے۔ حضرت تاج الفحولؒ نے قصیدوں کا یہ اصل نسخہ کتب خانہ قادریہ بدایوں میں محفوظ کر دیا۔ جس نے ایک صدی سے زیادہ عرصے تک اس درنایاب کی حفاظت کی، یہ اصل نسخہ آج بھی صحیح حالت میں کتب خانہ قادریہ بدایوں کے ذخیرہ مخطوطات کی زینت ہے۔ یہ نسخہ ہمارے پیش نظر ہے۔ جو متوسط سائز کے ۱۴ اوراق پر مشتمل ہے۔ بین الاسطور میں خود مصنف کی جانب سے مشکل الفاظ کے معانی اور جگہ جگہ حاشیے میں اہم اشارات موجود ہیں۔ دیکھنے سے ایسا لگتا ہے کہ فن کتابت کے رمز شناس کسی ماہر ومُشاق کاتب نے بہت فرصت واطمینان سے ان کو نقل کیا ہو"۔ (15)

تحقیق واشاعت:

علامہ اسید الحق قادری بدایونی تحقیق واشاعت کے حوالے سے یوں رقمطراز ہیں: سب سے پہلے سنہ ۱۳۰۰ھ کی روداد "ماہ تابان اوج معرفت" کے تاریخی نام سے شائع ہوئی تھی۔ اس میں قصیدہ دالیہ کو مندرجہ ذیل عنوان کے تحت شائع کیا گیا۔

قصیدہ فریدہ عربیے بھیے

"نتیجہ طبع وقادو ذہن نقاد جناب مستطاب جامع الکمال قامع بنیان اہل ضلال حامی مراسم دین متین مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب قادری برکاتی بریلوی دامت برکاتہم"(16)

اور ایک صدی سے زائد عرصہ گزرنے کے بعد مولانا محمد احمد مصباحی نے اسے شائع کیا جس کے بارے میں علامہ اسید الحق قادری بدایونیؒ لکھتے ہیں:

"مولانا محمد احمد مصباحی نے اس نایاب مخطوطے کو جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ / جنوری ۱۹۸۹ء میں "قصید تان رائعتان" کے نام سے "المجمع الاسلامی مبارکپور" سے شائع کیا"۔(17)

اس اشاعت کے چند ماہ بعد اپریل ۱۹۸۹ء میں ماہنامہ "قاری" دہلی کا "امام احمد رضا نمبر" شائع ہوا تو مدیر قاری نے "المجمع الاسلامی" والے نسخے سے قصید تان کا عکس ایک مختصر نوٹ کے ساتھ شامل کر لیا۔ علامہ بدایونیؒ اس حوالے سے مزید رقمطراز ہیں:

"ڈاکٹر حازم محمد محفوظ (استاد شعبہ اردو، جامعۃ الازہر مصر) نے فاضل بریلوی کا عربی کلام "بساتین الغفران" کے نام سے جمع کیا تو اس میں سب سے سے مقدم انہیں دو قصیدوں کو رکھا۔ انہوں نے فاضل بریلوی کے بین السطور اور حواشی کو بھی نمبر ڈال کر قصیدوں کے آخر میں درج کر دیا ہے۔ جس سے قصیدوں کی تفہیم میں آسانی ہو گئی۔ ان قصائد پر سب سے زیادہ جامع تحقیق اور وقیع کام محب گرامی مولانا ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی ازہری (ابن علامہ عبد الحکیم شرف قادری) نے کیا ہے۔ انہوں نے جامعہ الازہر (قاہرہ، مصر) میں "الشیخ احمد رضا خان، البریلوی الھندی: "شاعراً عربیاً" کے عنوان سے ایم فل کا مقالہ لکھا۔ جس پر انہیں ۱۹۹۹ء میں ڈگری ایوارڈ ہوئی۔ ڈاکٹر سدیدی نے اپنے اس مقالے میں مختلف جہتوں سے ان قصائد کا تحقیقی مطالعہ اور فنی تجزیہ کیا ہے۔ ساتھ ہی ان کے خصائص لغویہ واسلوبیہ پر بڑی فنی مہارت سے روشنی ڈالی ہے۔ اس پر ان کی عربی نثر کی شائستگی و شستگی مستزاد"۔(18)

علامہ اسید الحق قادری بدایونیؒ ان قصائد پر ہونے والے مزید کام کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"۲۰۰۱ / ۲۰۰۲ء میں عراق کے نامور ادیب وشاعر اور محقق ڈاکٹر رشید عبد الرحمن عبیدی نے قصید تان رائعتان پر تحقیقی کام کیا اور ڈاکٹر محمد مجید السعید (سابق وائس چانسلر، جامعہ صدام، بغداد، عراق) نے عربی دیوان "بساتین الغفران" کا تحقیقی مطالعہ کیا۔

جس کے نتیجے میں ان کی کتاب "شاعر الھند" معرض وجود میں آئی۔ اس میں انہوں نے قصید تان رائعتان کی زبان واسلوب کا تحقیقی جائزہ پیش کیا ہے۔ جتنے تحقیقی کاموں کا ذکر کیا ہے۔ یہ سب عربی زبان میں ہے"۔ (19)

زیر نظر کتاب "قصید تان رائعتان" ان قصائد کے حوالے سے اردو زبان میں پہلا تحقیقی، علمی، ادبی کام ہے۔

تصنیفی لائحہ عمل:

چونکہ زیر نظر کتاب "قصید تان رائعتان" مولانا احمد رضا خان قادریؒ کے محبت وعقیدت کے پیش کردہ خراج کے تعارف، اہمیت، افادیت اور ان قصائد کے علمی، ادبی اور تحقیقی پہلوؤں پر مشتمل ہے۔ علامہ اسید الحق قادری بدایونیؒ نے آج تک ان قصائد پر ہونے والے تحقیقی وتنقیدی کام کا جائزہ لیا ہے۔ مزید بر آں ان قصائد کا موضوعاتی، عروضی اور لسانی جائزہ بھی پیش کیا ہے اور آخر میں ان قصائد کو اصل متن کے ساتھ پیش کیا ہے۔

اسلوب:

"قصید تان رائعتان" خراج عقیدت ومحبت اور منقبت کے حوالے سے ایک منفرد کتاب ہے۔ جو بیک وقت مناقب، ادبی، علمی، تحقیقی وتنقیدی حوالے سے کئی موضوعات کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ اس کتاب کا انداز بیان ادبی، علمی، تحقیقی اور موضوعاتی ہے۔ اس کتاب کا علمی مرتبہ بہت بلند ہے دوران تحریر بنیادی اور ثانوی ماخذ سے استفادہ کیا ہے۔ اسلوب تحریر آسان اور عام فہم ہے۔ جس کی بدولت کتاب کی اہمیت وافادیت میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔ اسلوب تحریر کے ضمن میں چند ایک نمونے بطور مثال پیش کیے ہوئے ہیں۔

علامہ اسید الحق قادری بدایونیؒ ان قصائد کا لسانی جائزہ لیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"سیف اللہ المسلول معین الحق مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی قدس سرہ کے بلند علمی مقام، روحانی عظمت اور وسیع تر علمی ودینی خدمات کی وجہ سے آپ کے معاصر اور متاخر اصحاب علم وفضل نے نظم ونثر دونوں طرح آپ کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ زیر نظر قصائد بھی اسی سلسلے کا اہم شاہکار ہیں"۔ (20)

قصید تان رائعتان کی مقبولیت کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"یہ قصیدے بارگاہ ممدوحین میں کچھ ایسے مقبول ہوئے کہ ان کی خیر وبرکت اور مقبولیت واجابت امید سے کہیں زیادہ ظاہر ہوئی۔ حضرت فاضل بریلوی نے فتاویٰ رضویہ میں اس جانب اشارہ کیا ہے"۔[21]

علامہ اسید الحق قادری بدایونیؒ ان قصائد کے لسانی جائزہ لیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جب ہم ان کے شعری محاسن اور لسانی خصوصیات کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ بات بہت نمایاں ہو کر سامنے آتی ہے کہ ان میں فکر وفن اور زبان وبیان کی وہ خوبیاں اور محاسن موجود ہیں۔ جو کسی بھی فن پارے کو اہمیت ووقعت عطا کرتے ہیں"۔[22]

علامہ اسید الحق قادری بدایونیؒ ڈاکٹر رشید عبیدی (بغداد عراق) کی شرح وتحقیق کے حوالے سے یوں رقمطراز ہیں:

"ان کی شرح وتحقیق سے ایک فائدہ یہ ہوا کہ عرب بالخصوص عراق کے علمی حلقوں میں قصیدوں کے ممدوح حضرت سیف اللہ المسلولؒ اور ناظم حضرت فاضل بریلویؒ کے علمی مقام ومرتبہ کا تعارف ہوا۔ ڈاکٹر رشید عبیدی چونکہ اپنی ایک پہچان رکھتے ہیں۔ علمی حلقوں میں ان کا قد بلند اور بات باوزن تسلیم کی جاتی ہے۔ اس لیے ان کے ذریعے ان قصائد کے تعارف اور تحقیق وتعلیق سے عراق کے ارباب شعر وسخن ان قصائد کی جانب سنجیدگی سے متوجہ ہوئے۔ جس سے بحیثیت قادرالکلام عربی شاعر، "رضاشناسی" کا اہم پہلو اجاگر ہوا۔ اس کارنامے پر رضویات سے دلچسپی رکھنے والے حضرت کو ڈاکٹر رشید عبیدی کا ممنون ہونا چاہیے"۔[23]

مضامین کتاب:

علامہ اسید الحق قادری بدایونیؒ اس کتاب میں "قصید تان رائعتان" کے حوالے سے مکمل تعارف، قصیدہ نونیہ اور قصیدہ دالیہ کا موضوعاتی مطالعہ ان قصائد کی مقبولیت، ان کا عروضی اور لسانی جائزہ، قرآنی وحدیثی اشارات، امثال ومحاورات، اسرار نحویہ ولغویہ کو مفصل انداز میں بیان کیا ہے۔ آخر میں ڈاکٹر رشید عبیدی کی شرح وتحقیق کا تنقیدی جائزہ لیا ہے۔ ذیل میں ان کا مختصر خاکہ پیش کیا جارہا ہے۔

تمہید وتعارف:

اس عنوان میں مولانا فضل رسول بدایونیؒ کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کی علوم دینیہ میں مہارت، ظاہر وباطن کی جامعیت، تصنیف وتالیف اور تربیت وتزکیہ کے حوالے سے مفصل گفتگو کی گئی ہے۔

قصید تان کی بازیافت واشاعت:

اس عنوان میں قصیدے کی بازیافت پر گفتگو کی گئی ہے۔ یہ قصیدہ مخطوطے کی شکل میں ایک صدی سے زائد عرصہ کتب خانہ قادریہ میں محفوظ رہا۔ اور اب تک کہاں کہاں سے اور کس کس نے اس کو شائع کیا۔ اس کی مکمل تفصیل بیان کی گئی ہے۔

قصیدہ نونیہ کا موضوعاتی جائزہ:

اس عنوان میں قصیدہ نونیہ کا موضوعاتی جائزہ لیا گیا ہے، ۲۴۳ اشعار پر مشتمل یہ قصیدہ اپنی ساخت، ہیت اور عناصر واجزائے ترکیبی کے لحاظ سے ایک مکمل قصیدہ ہے۔ علامہ اسید الحق قادری بدایونیؒ اس کی ترتیب اور عربی اسلوب کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"عربی کی قدیم شاعری تشبیب وتمہید کی پر پیچ راہوں سے گزر کر گریز کرتی ہوئی اپنی منزل کی طرف بڑھتی ہے۔ یہ قصیدہ اس قدیم عربی اسلوب کا ترجمان ہے، قدیم عربی قصیدے کی روایت کے مطابق تشبیب وگریز سے گزرتا ہوا اصل مضمون یعنی مدح کی طرح آتا ہے، پھر بعض دیگر موضوعات ومضامین سے گزرتا ہوا دعا اور حمد والصلوٰۃ پر اختتام پذیر ہوتا ہے"۔[24]

قصیدہ نونیہ میں ۱۵ اشعار گریز کے ہیں اور ۲۴ اشعار تشبیب کے علامہ اسید الحق قادری بدایونیؒ گریز کا بیان کرتے ہوئے قصیدے کا شعر نمبر ۲۵، ۲۶ شعر کا حوالہ دیتے ہیں۔

"ایک شخص عاشق کو نصیحت کرتا ہے کہ تم یہ عشق وعاشقی کا قصہ کیوں لے بیٹھے؟ تم تو اہل تقویٰ کے فرزند ہو، علم وعرفان کے نوخیز پودے ہو، تم ان باتوں کو چھوڑو اور اپنی علمی کاوشوں میں لگے رہو"۔[25]

اسی طرح تشبیب کا بیان کرتے ہوئے شعر نمبر ۳۸/۳۹ کا حوالہ دیتے ہیں:

"یہ (حسن وعشق کی باتیں) میری عادت وفطرت نہیں لیکن (جو میں نے کہا وہ تو) قصیدے کی تشبیب ہے۔ جوانوں کا کھیل کود نہیں۔ کیونکہ نہ مجھ سے لہو ولعب ہے اور نہ میں لہو ولعب سے ہوں۔ میں تو فقط اس ذات گرامی کی مدح سرائی کے لیے آیا ہوں۔ جو زمانے کے لیے مرجع ہے"۔[26]

قصیدہ دالیہ کا موضوعاتی جائزہ:

اس عنوان میں قصیدہ دالیہ کا موضوعاتی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ قصیدہ نونیہ کے مقابلے میں قصیدہ دالیہ قدرے مختصر ہے۔ علامہ اسید الحق قادری بدایونیؒ اس قصیدے کے آغاز اور شعر نمبر ۴ کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس کا آغاز حمد الٰہی اور درود سلام سے ہوتا ہے۔ حمد وصلوٰۃ کے بعد چوتھے شعر میں دشمنوں کے حملے کا ذکر کرتے ہیں کہ ہر چہار جانب سے دشمنوں کی یلغار ہے، جو پیادہ اور سوار ہر طرح ہجوم کو آمادہ ہے، لیکن میں ان کے شر سے محفوظ ہوں میں ان کی قوت و شوکت سے خائف بھی نہیں ہوں کیوں کہ میرا حامی وناصر زبردست طاقت والا ہے"۔ (27)

ایک غلط فہمی کا ازالہ:

اس عنوان میں علامہ اسید الحق قادری بدایونی لکھتے ہیں کہ میرے ایک کرم فرما دوست نے قصیدہ نونیہ میں شعر نمبر ۹۴ سے شعر نمبر ۱۰۵ تک کے ۱۲ اشعار کو خواجہ معین الدین اجمیری چشتی سنجری قدس سرہ کی شان میں قرار دیا ہے جو کہ درست نہیں ہے۔ اس کی وضاحت ضروری ہے اگر اس غلط فہمی نے جڑ پکڑ لی تو اس کا ازالہ مشکل ہو جائے گا۔

قصید تان رائعتان کی مقبولیت:

ان قصائد کی مقبولیت کے بارے میں فاضل بریلویؒ نے فتاویٰ رضویہ میں اشارہ کیا ہے۔ علامہ اسید الحق قادری بدایونیؒ اس کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اور ان میں سے (وہ قصیدہ ہے) جو میں نے ایک زمانہ قبل ۱۳۰۰ھ میں نظم کیا تھا، تو میں نے حیرت انگیز طور پر مطلب وارادے سے فزوں تر نہایت سرعت کے ساتھ اس کی مقبولیت واجابت کا مشاہدہ کیا۔ تمام تعریفیں ہمیشہ اللہ ہی کے لیے ہیں، میں امید کرتا ہوں کہ ہمیشہ ایسا ہی ہوتا رہے گا*"۔ (28)

قصید تان رائعتان کے چند اہم پہلو:

قصائد کا لسانی، عروضی، فکری، شعری اور موضوعاتی مطالعہ کرنے سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ کہنہ مشق شاعر کی فکر عالی کا نتیجہ ہیں۔ علامہ اسید الحق قادری بدایونیؒ ان قصائد کے مختلف پہلو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"قصید تان رائعتان کا ایک تیسرا پہلو بھی بہت اہم ہے، غالباً اس طرف بھی ابھی تک کسی کی نظر نہیں گئی۔ قصید تان رائعتان کا پہلا قصیدہ ۲۴۳ اشعار اور دوسرا ۱۰۷ اشعار پر مشتمل ہے۔ ان کے مطالعے کے بعد یہ اہم انکشاف ہوا کہ ۳۱۳ اشعار کے ان دونوں قصیدوں میں کہیں پر "قافیہ" کی تکرار نہیں ہوئی ہے"۔ (29)

* رحب الساحۃ، مشمولہ فتاویٰ رضویہ، (جدید)، ج ۲، ص ۴۲۲، پوربندر، ۲۰۰۳

قصیدتان رائعتان کا عروضی جائزہ:

علامہ اسید الحق قادری بدایونیؒ ان قصائد کا عروضی جائزہ پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"زیر نظر دونوں قصیدے بحر کامل میں ہیں۔ پہلا قصیدہ (نونیہ) بحر کامل تام میں ہے اور دوسرا (دالیہ) بحر کامل مجزو میں بحر کامل میں چھ تفعیلات ہوتے ہیں۔ تین پہلے شطر میں اور تین دوسرے شطر میں، پہلے شطر کا آخری تفعیلہ عروض کہلاتا ہے اور دوسرے شطر کا آخری تفعیلہ ضرب کہلاتا ہے۔ باقی تفعیلات کو حشو کہا جاتا ہے۔ بحر کامل کی تین عروض اور نو ضرب ہوتی ہیں"۔[30]

لسانی جائزہ:

قصیدتان رائعتان ساخت، ہیئت، زبان و بیان اور اظہار و ابلاغ کے اعتبار سے عرب کی قدیم روایتی شاعری کی پیروی کرتے نظر آتے ہیں۔ قدیم عربی شاعری کے حوالے سے علامہ اسید الحق قادری بدایونی یوں رقمطراز ہیں:

"قدیم عربی شاعر اپنے حسن و جمال کے نکھار کے لیے مجاز و استعارات، کنایات و تشبیہ اور محاورہ وامثال سے قوت توانائی حاصل کرتی تھی۔ طلوع اسلام کے بعد اس نے قرآنی اور حدیثی تعبیرات سے بھی بھرپور استفادہ کیا"۔[31]

قرآنی اقتباسات:

قصیدتان رائعتان میں قرآن کریم کی تعبیرات کو بڑے حسن نظم اور پوری مہارت کے ساتھ اپنے اندر جذب کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ علامہ اسید الحق قادری بدایونیؒ اس کو امثال سے واضح کیا ہے۔ مثال کے طور پر وہ لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

﴿قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ*﴾

"وہ (کافر) کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آئی اور ہم گمراہ لوگ تھے"۔

قصیدہ دالیہ میں منافقین اور اہل ضلال کے بارے میں فرماتے ہیں:

غلبہ شقوتہ وقد بدی الکتاب بمابدی۔

"اس پر اس کی شقاوت و نحوست غالب آگئی، یقیناً لوح محفوظ کا جس سے آغاز ہونا تھا۔ آغاز ہوا۔ (شعر ۳۹)"[32]

* المومنون، ۲۳:۱۰۶

حدیثی اشارات:

یہ قصائد چونکہ مذہبی شخصیات کے مدح اور صالح مذہبی افکار کے حامل ہیں۔ اس لیے حدیث نبوی سے استفادہ ایک ناگزیر امر تھا۔ قصیدہ نگار نے جابجا احادیث سے استفادہ کیا ہے۔ علامہ اسید الحق قادری بدایونی کئی احادیث بطور مثال پیش کی ہیں۔ مثال کے طور پر لکھتے ہیں:

حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔﴿أنا عندظن عبدی بی﴾"میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں جو وہ میرے ساتھ رکھتا ہے"۔

اس حدیث سے استفادہ کرتے ہوئے قصیدہ نونیہ کے شعر نمبر ۲۲۶ میں فرماتے ہیں:

قد قلت إنی عند ظن العبد بی ظنی بک الإحسان یا منانی۔

"تیرا فرمان ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان پر ہوں تو اے میرے منان! (بہت زیادہ احسان کرنے والے) میں تیرے متعلق احسان و کرم کا گمان رکھتا ہوں"۔[33]

امثال و محاورات:

دوسری زبانوں کے مقابلے میں عربی زبان کا دامن امثال و محاورات کے ذخیرے سے بہت مالا مال ہے۔ قصید تان رائعتان میں فنکارانہ مہارت کے ساتھ امثال و محاورات کا بر محل اور برجستہ استعمال کر کے قصیدہ نگار نے زور بیان اور کلام کی نزاکت میں اضافہ کیا ہے۔

وجوہ بلاغت:

اس عنوان میں قصید تان رائعتان کی بلاغت پر گفتگو کی گئی ہے۔ بلاغت کی تینوں اقسام معانی، بیان اور بدیع زیر نظر قصائد میں جلوہ ریز ہیں۔ جس سے شاعر نے اپنے کلام کی رعنائی، نزاکت، دل نشینی و دل آویزی میں اضافہ کیا ہے۔

اسرار نحویہ و لغویہ:

قصیدہ نگار نے ان قصائد کے حواشی اور بین السطور میں اسرار نحویہ اور لغویہ کی جانب جو اشارات کیے ہیں۔ وہ مفید اور دلچسپ بھی ہیں اور قواعد و لغت پر دسترس کی دلیل بھی۔ عربی نحو و صرف اور لغت پر گہری نظر اور مضبوط گرفت کے بغیر اس پائے کے قصیدے نظم کرنا ممکن نہیں ہے۔

شرح و تحقیق از ڈاکٹر رشید عبیدی: ایک تنقیدی جائزہ:

ڈاکٹر رشید العبیدی بغدادی کی تحقیق، تنقید، تصنیف، تدوین اور شعر و ادب کا ایک بڑا اور معتبر نام ہے۔**

۲۰۰۱ء میں انہوں نے قصید تان رائعتان کی شرح و تحقیق کا کام کیا، جو ۲۰۰۲ء میں بغداد سے شائع ہوا۔ قصائد کی جن خوبیوں نے ان کو تحقیق و تشریح پر آمادہ کیا ان کے بارے میں علامہ اسید الحق قادری بدایونیؒ یوں رقمطراز ہیں کہ ڈاکٹر رشید عبیدی لکھتے ہیں:

"میں نے ان دونوں قصیدوں کی تحقیق کا کام کیا جبکہ میں نے ان کے اندر عمدہ معانی محسوس کیے۔ جن کو شاعر نے نظم کیا ہے (میں نے محسوس کیا کہ) ان قصیدوں کے اشعار عمدہ، نازک اور خوبصورت شعری پیرایے میں اپنے اندر امثال عربی، صور قرآنی، دلالت حدیثیہ اور ان سب کی جانب دقت اور مہارت کے ساتھ اشارات رکھتے ہیں۔"(34)

علامہ اسید الحق قادری بدایونیؒ ڈاکٹر رشید عبیدی کی شرح و تحقیق کے حوالے سے اپنی رائے اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"انہوں نے بڑی باریکی اور فنی مہارت سے قصیدوں کا مطالعہ کیا، زبان کا تجزیہ کیا، عروض و قوافی پر غور کیا۔ شعریت اور حسن ترسیل کو پرکھا پھر جو خوبیاں یا خامیاں ان کو محسوس ہوئیں انہوں نے خالص علمی پیرائے میں ان کو زینت قرطاس کر دیا"۔(35)

**ڈاکٹر عبیدی کی ولادت ۱۹۴۰ء میں اعظمیہ (عراق) میں ہوئی۔ جامعہ بغداد سے ۱۹۶۱ء میں بی اے، جامعۃ القاہرہ (مصر) سے ۱۹۶۶ء میں ایم فل اور وہیں سے ۱۹۷۲ء میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ کلیۃ الدراسات الاسلامیۃ بغداد، کلیۃ الآداب مکہ مکرمہ، کلیۃ الآداب مراکش سمیت کئی اہم درسگاہوں میں لغت و ادب کے استاذ رہے۔ آخر میں جامعہ صدام (موجودہ جامعہ اسلامیہ) بغداد میں شعبہ عربی و علوم قرآن کے استاذ اور صدر رہے۔ ڈاکٹریٹ کے ۸۰ اور ایم فل کے ۱۰۰ سے زیادہ مقالے ان کے زیر نگرانی لکھے گئے۔ ۲۰ کتابوں کی تصنیف و تالیف اور تحقیق و ترتیب کا کارنامہ انجام دیا۔ فنون ادبیہ کی مختلف شاخوں پر کم و بیش ۵۰۰ تحقیقی مقالے اور مضامین قلم بند کیے۔ ۳ شعری دیوان اپنی یادگار چھوڑے۔ محرم ۱۴۲۸ھ / فروری ۲۰۰۷ء میں وفات پائی۔

ماخوذاز: السیرۃ العلمیۃ لأستاذالدکتور رشیدعبدالرحمن العبیدی (مشمولہ شرح قصید تان رائعتان از عبیدی)

الأستاذ الدکتور رشید عبدالرحمن العبیدی حیاۃ و جھودہ: ڈاکٹر شاکر محمود السعدی، بغداد، ۲۰۱۱ء

الدکتور رشیدعبدالرحمن العبیدی، وجھودہ اللغویۃ: ڈاکٹر آمنہ محمد حیدر، بغداد، ۲۰۱۱ء

قصیدتان رائعتان کا متن مع ترجمہ و تشریح:

علامہ اسید الحق قادری بدایونیؒ نے کتاب کے آخر میں قصائد کا متن نقل کیا ہے۔ جبکہ ترجمہ و تشریح علامہ عاصم اقبال مجیدی بدایونی نے سرانجام دیا ہے۔ پہلا قصیدہ نونیہ ہے جس کے ۲۴۳ اشعار ہیں جبکہ دوسرا قصیدہ دالیہ ہے جس کے ۷۰ اشعار ہیں۔

چند اشعار بطور نمونہ یہاں نقل کیے جاتے ہیں۔

قصیدہ نونیہ:

للہ درک یا نصیح ندیمہ   أیقظتنی من غفلۃ الوسنان

"اے اپنے دوست کو نصیحت کرنے والے! اللہ تجھے خوش رکھے تو نے مجھے ابتدائے غفلت میں ہی بیدار کر دیا۔"

حل لغات:

للہ درک: یہ دعائیہ جملہ ہے اللہ تمہیں خوش رکھے / اچھا رکھے۔ نصیح: [ناصح] خیر خواہ، نصیحت کرنے والا، وسنان: [کسے کہ درآغاز خواب است] صیغہ صفت بمعنی وہ شخص جو ابتدائی نیند میں ہو۔

تشریح:

اس خیالی ناصح کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور اس کو دعا دیتے ہیں کہ اے اپنے دوست کو عمدہ نصیحت کرنے والے اللہ تجھے خوش رکھے کہ تو نے مجھے ابتدائے غفلت ہی میں بیدار کر دیا۔[36]

جئناک نرجومنک فضلا أن حبا فضل الرسول لک العلو الداني

"ہم آپ کے پاس آپ کے فضل و کرم کی امید میں آئے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے فضل نے آپ کو بلندی قرب بخشی ہے۔

حل لغات:

حبا: [وھب] ماضی واحد مذکر غائب از حبا حبوا۔ بغیر کسی بدلے کے کسی کو دینا۔ العلو: بلند۔ الداني: [نزدیکی]

تشریح:

ممدوح کے مزار پر حاضر ہوئے، ان کو مختلف صفات کے ذریعے ندا دی، اب اپنی حاضری کا مقصد بیان کر رہے ہیں۔ شعر کا مطلب واضح ہے۔[37]

ربي ينضر وجھک الاسنی کما   تروي حديث العلم العرفان

"میرا رب آپ کے چمکتے دمکتے چہرے کو تر و تازہ رکھے جس طرح آپ حدیث علم و عرفان کو روایت کر رہے ہیں"۔

حل لغات:

ينضر: [تر و تازہ دارد] مضارع واحد مذکر غائب از نضر بمعنی تر و تازہ بنانا۔ أسنى: [روشن تر] اسم تفضیل۔ تروی: مضارع واحد حاضر از روی یروی روایۃ بمعنی روایت کرنا، حدیث بیان کرنا۔

تشریح:

یہ قطعہ بند شعر ہے، جس کا مفہوم آگے کے تین شعروں سے مل کر مکمل ہو رہا ہے۔ مصرع ثانی میں تروی کے دو معنی ہو سکتے ہیں، اگر یہ روایۃ مصدر سے مانا جائے تو روایت کرنے کے معنی میں ہو گا اگر ریا مصدر سے مانیں تو سیراب کرنے کے معنی میں ہو گا۔ ہم نے ترجمہ پہلی تقدیر پر کیا ہے، ڈاکٹر رشید عبیدی نے اس کو سیراب کرنے کے معنی میں لیا ہے۔ دونوں ہی معنی محتمل ہیں۔ اگلے شعر میں لفظ عضاًطریّا دوسرے معنی (سیراب کرنے) کی تائید کر رہا ہے، جب کہ لفظ حدیث اور اگلے تین شعروں میں روایت حدیث کے مخصوص اصطلاحی لفظ پہلے والے معنی (روایت کرنے) کو ترجیح دے رہے ہیں۔ اس لیے ہم نے اسی معنی کو اختیار کیا ہے۔[38]

ياغوثنا قلبي يجود بنفسه ونداك خيرند على الموتان

"اے ہمارے فریادرس! میرا دل حالت نزع میں ہے اور آپ کی بارش تو مردوں کے لیے بہترین بارش ہے۔"

حل لغات:

يجود بنفسه: [هو في النزع] وہ جان دے رہا ہے، مضارع واحد مذکر غائب از جاد بنفسه بمعنی جان دینا۔ ندی: [باران] شبنم، بارش۔ ندٍ: [بخشائندہ] عطا کرنے والا، فیاض، سخی۔

تشریح:

الموتان سے مراد زمین یعنی بنجر زمین مراد ہے، بین السطور میں فرماتے ہیں: يريد الأرض الميتة كما ورد في الحديث، "یہاں بنجر زمین مراد ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے"۔ یعنی موتان کا اصل معنی تو مردہ انسان ہے، مگر مجازاً بنجر زمین کو بھی، موتان، کہا جاتا ہے، جیسا کہ حضرت عبد اللہ ابن عباس سے مروی ایک حدیث میں وارد ہے کہ حضور رسالت مآب ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿موتان الأرض لله ولرسوله فمن أحيا منها شيئاً فهي له﴾ شعر کا مطلب یہ ہے کہ میرے دل سے جان

نکل رہی ہے، وہ مردہ ہوتا جارہا ہے، آپ اپنی جودوعطا کی بارش اس پر برسا کر اسے زندہ فرمادیجئے، کیونکہ آپ کے فضل وکرم کی بارش مردوں کو زندہ کرنے اور بنجر زمین کو سرسبز کرنے کے لیے بہترین بارش ہے۔[39]

أحسن إلي بحسن أحسن محسن　　　حسن حسين حاسن حسان

"اے پروردگار! تو مجھ پر فضل واحسان فرما سب سے بہتر احسان کرنے والے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کے حسن کے صدقے میں، جو بے انتہا بارونق ہیں، حسین ہیں، چمکتا چاند ہیں، نہایت خوبصورت ہیں"۔

حل لغات:

حاسن: [چاند]۔حسان: [نہایت خوبصورت]

تشریح:

مطلب واضح ہے، اللہ کو اس کی عزت وقدرت کی قسم اور اس کے حبیب کا وسیلہ دیا جارہا ہے۔"حسن" کے مشتقات کو جس خوبی، برجستگی اور روانی کے ساتھ شعر میں موتیوں کا طرح ٹانک دیا گیا ہے وہ قابل دید بھی ہے اور قابل داد بھی۔[40]

قصیدہ دالیہ:

وبمن أتی بکلامہ　　　وبمن هدی وبمن هدی

"اور (میراوسیلہ) وہ ذات گرامی ہے جو اس کا کلام لے کر آئی اور وہ جس نے ہدایت دی اور وہ ذوات قدسیہ جو ہدایت یافتہ ہیں"۔

تشریح:

بین السطور میں وضاحت فرماتے ہیں کہ کلام لانے والے سے روح الامین حضرت جبریل علیہ السلام، ہدایت دینے والے سے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور ہدایت یافتہ سے اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی ذوات گرامی مراد ہیں۔[41]

إذ کان هدیک هادیا　　　یحمي عن النهج الردي

"کیونکہ (اے ممدوح) آپ کی سیرت وروش ہدایت دینے والی ہے اور برے طریقے سے حفاظت کرتی ہے"۔

حل لغات: هدی: [روش] سیرت، طریقہ، کہا جاتا ہے۔ماأحسن هدیہ، اس کی سیرت کس قدر اچھی ہے۔ یحمی:: [یمنع] بچاتا ہے، روکتا ہے۔النهج: [راہ] راستہ، راہ راست۔الرّدي: برا، گھٹیا۔[42]

اختتام کتاب:

علامہ اسید الحق قادری بدایونیؒ نے کتاب کے آخر میں قصیدہ نونیہ اور قصیدہ دالیہ کا متن مع ترجمہ و تشریح نقل کیا ہے۔ جبکہ متن سے پہلے مصادر درج کیے ہیں۔ یہ مصادر اس علمی و تحقیقی ضخیم مقدمہ کے ہیں جو علامہ اسید الحق قادری بدایونیؒ نے متن سے پہلے کتاب کے آغاز میں تحریر فرمایا۔ بنیادی اور ثانوی اور مصادر سے استفادہ کیا گیا ہے۔

قصیدتان رائعتان کے مصادر:

کسی بھی کتاب کی اہمیت وافادیت میں اس کتاب کے مصادر کا بڑا عمل دخل ہوتا ہے۔ قصیدتان رائعتان کے مصادر بھی اس کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہیں۔ حوالہ جات میں فٹ نوٹ کا طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔ یہ علمی و تحقیقی شاہکار جن سرچشموں سے سیراب ہوا ہے۔ ذیل میں برائے استشہاد ان مصادر کا ذکر کیا جاتا ہے تاکہ مؤلف کی محنت شاقہ اور اسلوب تحقیق کا اندازہ ہوسکے۔

مصادر مقدمہ

- ☆ الإشاد الشافی: محمد دمنہوری ازہری / مطبع حلبی، قاہرہ / ۱۳۴۴ھ۔
- ☆ الأستاد الدکتور رشید عبد الرحمن العبیدی حیاتہ و جھودہ: ڈاکٹر شاکر محمود السعدی / مطبوعہ بغداد / ۲۰۱۱ء
- ☆ بساتین الغفران: مرتبہ ڈاکٹر حازم محمد محفوظ / لاہور، پاکستان / ۱۹۹۷ء
- ☆ تیسیر البیان فی ترجمۃ القرآن معروف بہ ترجمہ قادری: مفتی عزیز احمد قادری بدایونی / ادارہ مظہر حق، بدایوں / ۱۹۸۶ء
- ☆ حدائق بخشش حصہ سوم: مرتبہ مولانا محبوب علی خاں / باہتمام افتخار ولی خاں / مطبوعہ نظامی پریس بدایوں / سنہ ندارد
- ☆ الخصائص: ابن جنی / آن لائن ایڈیشن۔
- ☆ الدکتور رشید عبد الرحمن العبیدی و جھودہ اللغویۃ: ڈاکٹر آمنہ محمد حیدر / مطبوعہ بغداد / ۲۰۱۱ء
- ☆ رحب الساحۃ: مشمولہ فتاویٰ رضویہ (جدید): جلد دوم / پوربندر، گجرات / ۲۰۰۳ء
- ☆ شاعر من الھند: ڈاکٹر محمد مجید السعید / مطبوعہ بغداد / ۲۰۰۳ء

☆ الشیخ أحمد رضا خان البریلوی الھندی شاعراً عربیاً: ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی ازہری / مؤسسۃ الشرف، لاہور/ ۲۰۰۲ء

☆ الصحاح فی اللغۃ: اسماعیل بن حماد جوہری / دارالعلم للملائین، قاہرہ /۲۰۰۸ء

☆ قاری(ماہنامہ، دہلی)امام احمد رضا نمبر: ایڈیٹر قاری محمد میاں مظہری / شمارہ اپریل ۱۹۸۹ء

☆ القاموس المحیط: مجد الدین فیروزآبادی / مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت /۲۰۰۵ء

☆ قصیدتان رائعتان: شرح وتحقیق ڈاکٹر رشید عبیدی / المجمع الرضوی العلیمی، بغداد / ۲۰۰۲ء

☆ قصیدتان رائعتان: مطبوعہ المجمع الإسلامی مبارکپور / ۱۹۸۹ء

☆ الکافی فی العروض والقوافی: خطیب تبریزی / مکتبہ الخانجی، قاہرہ / ۱۹۹۴ء

☆ لسان العرب: ابن منظور افریقی / دارالمعارف، بیروت / طبع ششم۔

☆ ماہ تابان اوج معرفت: مرتبہ محمد اعظم علی قادری بدایونی / مطبوعہ میرٹھ / ۱۳۰۰ھ۔

☆ المرشد الوافی فی العروض والقوافی: ڈاکٹر محمد بن حسن بن عثمان / دارالکتب العلمیۃ، بیروت / ۲۰۰۴ء

☆ مصباح اللغات: عبدالحفیظ بلیاوی / مکتبہ برہان، دہلی۔

☆ المنجد فی اللغۃ: لوئس معلوف / مطبوعہ طہران، ایران / سنہ ندارد۔

☆ میزان الذہب فی صناعۃ شعر العرب: احمد الہاشمی / بیروت / ۲۰۰۶ء

خصوصیات کتاب:

کتاب درج ذیل خصوصیات کی حامل ہے۔

1. مؤلف نے قصیدتان رائعتان کے متعلق تمام مصادر کا وسیع مطالعہ کیا ہے۔ جن تک ان کی دسترس ممکن ہو سکی۔
2. مؤلف نے تحقیقی اسلوب کو بہترین طریقے سے اپنایا ہے تاکہ ایک عام قاری کو سمجھنے میں آسانی ہو۔
3. مؤلف نے بنیادی مصادر سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کیا ہے۔
4. اس قصیدے پر جتنا بھی کام آج تک ہوا ہے۔ مؤلف نے اس کی مفصل معلومات اس قصیدے میں درج کی ہیں۔
5. مؤلف نے قصیدتان رائعتان کے مخطوطے کے بارے میں مفصل معلوم بیان کی ہیں۔

6. مؤلف نے ان قصائد کا موضوعاتی، عروضی اور لسانی جائزہ پیش کیا ہے تاکہ مختلف طرق سے ان قصائد کو سمجھنے میں دقت پیش نہ آئے۔

7. اگر کسی مقام پر کوئی بات وضاحت طلب ہے یا پھر اضافی معلومات درکار ہیں تو حواش میں اس کی تفصیل درج کی ہے۔

جیسا کہ صفحہ ۱۶۳ پر شہزادہ خاتم الاکابر حضرت سید شاہ ظہور حسین مارہروی اور مولانا شاہ شرف الدین دہلوی کا ذکر کرتے ہوئے مزید تفصیلات کے لیے حواشی میں کتب کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

1. اکمل التاریخ، مولانا ضیاء اللہ القادری از ص ۹۵ تا ۱۳۶، تاج الفحول اکیڈمی بدایوں، ۲۰۱۳ء

2. اکابر بدایوں، مولانا احمد حسین قادری از ص ۱۰ تا ۱۷، تاج الفحول اکیڈمی بدایوں ۲۰۱۳[43]

خفیف نکات:

اگرچہ کتاب بے شمار خوبیوں سے مزین ہے مگر اس میں چند ایک خفیف نکات بھی پائے جاتے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

1. کئی مقامات پر مؤلف نے حوالہ جات کی مکمل تفصیلات فراہم نہیں کیں۔ کتاب کا نام لکھا ہے۔ مصنف کا نام لکھا ہے، لیکن اشاعتی ادارے کا نام درج نہیں کیا۔ مثلاً صفحہ نمبر ۳۳ پر "شاعر من الھند" محمد مجید السعید، ص ۴۷، بغداد ۲۰۰۳ء درج ہے اشاعتی ادارے کا نام نہیں لکھا۔ اسی طرح صفحہ ۵۲ پر الدکتور رشید عبدالرحمن العبیدی وجھودہ اللغویہ، ڈاکٹر آمنہ محمد حیدر بغداد، ۲۰۱۱ء، یہاں بھی اشاعتی ادارے کا نام درج نہیں ہے۔

2. فہرست مصادر میں بعض کتب کا سن اشاعت درج نہیں، مثلاً صفحہ ۹۹ پر حدائق بخشش حصہ سوم: مرتبہ مولانا محبوب علی خان / باہتمام افتخار ولی خان مطبوعہ نظامی پریس بدایوں / سنہ ندارد۔ اسی طرح صفحہ ۱۰۰ پر۔ لسان العرب، ابن منظور افریقی / دارالمعارف بیروت طبع ششم۔ لیکن سن اشاعت درج نہیں ہے۔

3. ان فضائل وواقعات کو نظر انداز کیا ہے جو زبان زد عام ہوتے ہیں۔ صرف تحقیقی حوالے سے گفتگو کی گئی ہے۔

4. قصائد کے موضوعاتی جائزہ میں ادبی اصطلاحات کا استعمال کیا ہے۔ جو کہ ایک عام قاری کے لیے یقیناً دقت کا باعث بنتی ہیں۔

5. قصائد کے ترجمہ کے بعد حل لغات میں بیان کردہ الفاظ مشکل ہیں اور ان کا اسلوب بھی دقیق ہے۔ جو کہ صرف محقق ہی سمجھ سکتا ہے۔

خلاصہ کلام:

قصیدتان رائعتان کا تحقیقی و تفصیلی جائزہ لینے کے بعد یہ بات عیاں ہوتی ہے فاضل بریلویؒ کے یہ قصائد علمی، ادبی اور فنی اعتبار سے ایک شاہکار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ علاوہ ازیں علامہ اسید الحق قادری بدایونیؒ کا ضخیم مقدمہ اپنے اندر علوم و معارف کا خزانہ لیے ہوئے ہیں جس میں موئلف نے روایتی ڈگر سے ہٹ کر علمی و تحقیقی اسلوب کو پیش نظر رکھتا ہے۔ اسلوب تحریر آسان فہم ہے۔ ان قصائد کو اردو زبان میں شائع کرکے ایک عام قاری کے لیے جامع معلومات کا خزانہ طشت ازبام کر دیا ہے۔ اس کتاب کو علمی حلقوں میں علمی، ادبی اور فنی اعتبار سے قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے۔

حوالہ جات

(1) رحمان علی، مولوی، تذکرہ علماء ہند، مرتبہ و مترجمہ ڈاکٹر محمد ایوب قادری، پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی کراچی، ۲۰۰۳ء، ص ۳۲۹

(2) ضیاء القادری، یعقوب حسین، مولانا، اکمل التاریخ، ترتیب جدید اسید الحق قادری بدایونی، تاج الفحول اکیڈمی بدایوں، ہند، ۲۰۱۳ء، ص ۱۱

(3) بدایونی، سید محمد حسین، مولانا، تذکرہ علماء ہندوستان، تحقیق، تدوین، تحشیہ، ڈاکٹر خوشتر نورانی، دارالنعمان پبلشرز لاہور، ۲۰۱۸ء، ص ۳۰۵

(4) اکمل التاریخ، ص ۱۵

(5) تذکرہ علماء ہند، ص ۳۳۰

(6) بہاری، ظفر الدین، علامہ، حیات اعلیٰ حضرت، مکتبہ المدینہ باب المدینہ کراچی، ج ۱، ص ۵۸

(7) حیات اعلیٰ حضرت، ج ۱، ص ۱۱۴

(8) حیات اعلیٰ حضرت، ج ۱، ص ۲۷

(9) عطاری، ناصر مدنی، مولانا، حیات اعلیٰ حضرت، پروگریسو بکس لاہور، ۲۰۱۸ء، ص ۴۶۱

(10) قادری، اسید الحق علامہ، خیر آبادیات، مکتبہ اعلیٰ حضرت، لاہور، اکتوبر ۲۰۱۱ء، ص ۲۶۲

(11) قادری، محمد عزام صاحبزادہ، آئینہ حیات عالم ربانی، ماہنامہ جام نور عالم ربانی نمبر، ص۹۶

(12) قادری، محمد عزام صاحبزادہ، ماہنامہ جام نور، عالم ربانی نمبر، ص۹۷

(13) قادری، عبدالقیوم، حافظ، خون کے آنسو رولا گئے ہو تم، مجلہ بدایوں، شہید بغداد نمبر، ص۶۶

(14) قادری، احمد رضا خان، مولانا، قصید تان رائعتان، ترتیب وتقدیم: اسید الحق قادری بدایونی، ترجمہ و تشریح: عاصم اقبال مجیدی بدایونی، کتاب محل لاہور، ۲۰۱۶ء، ص۱۷

(15) ایضاً، ص۱۸

(16) اعظم علی، قادری، محمد، ماہ تابان اوج معرفت، مطبوعہ میرٹھ، ۱۳۰۰ھ، ص۶

(17) قصید تان رائعتان، ص۱۹

(18) ایضاً، ص۲۱

(19) ایضاً، ص۲۲

(20) ایضاً، ص۱۱

(21) ایضاً، ص۳۶

(22) ایضاً، ص۴۲

(23) ایضاً، ص۹۸

(24) ایضاً، ص۲۳

(25) ایضاً، ص۲۴

(26) ایضاً، ص۲۴

(27) ایضاً، ص۳۰

(28) ایضاً، ص۳۶

(29) ایضاً، ص۳۷

[30] ایضاً، ص۳۹

[31] ایضاً، ص۴۲

[32] ایضاً، ص۴۴

[33] ایضاً، ص۴۶

[34] ایضاً، ص۵۳

[35] ایضاً، ص۹۷

[36] ایضاً، ص۱۱۹

[37] ایضاً، ص۱۶۰

[38] ایضاً، ص۱۸۴

[39] ایضاً، ص۲۰۱

[40] ایضاً، ص۲۱۹

[41] ایضاً، ص۲۳۳

[42] ایضاً، ص۲۴۴

[43] ایضاً، ص۱۶۳